شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

زیرِ سرپرستی: حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ مسند نشین سلسلہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مارچ 2009ء　ربیع الاول ۱۴۳۰ھ　شمارہ نمبر ۳　جلد نمبر ۱　قیمت 10 روپے

مجلسِ ادارت

صدرِ مجلس: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
مدیرِ اعلیٰ: مفتی عبد الخالق آزاد
مدیر: محمد عباس شاد

مجلسِ مشاورت

حضرت مولانا مفتی عبد المتین نعمانی (بورے والا)
حضرت مولانا مفتی عبد القدیر (چشتیاں)
حضرت مولانا مفتی عبد الغنی قاسمی (لاہور)
حضرت مولانا محمد مختار حسن (نوشہرہ)
حضرت مولانا پروفیسر حسین احمد علوی (چشتیاں)
حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد (ڈیرہ اسماعیل خاں)
محترم محمد اسلوب قریشی (لاہور)
محترم سید مطلوب علی زیدی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد اشرف عاطف (سعودی عرب)
محترم سید اصغر علی شاہ بخاری (پیر جو گوٹھ)
محترم ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی (سکھر)
محترم سید سیف الاسلام خالد (راولپنڈی)
محترم ڈاکٹر عبد الرحمٰن راؤ (سرگودھا)
محترم انجینئر آفتاب احمد عباسی (کراچی)
حضرت مولانا قاری تاج افسر (اسلام آباد)
حضرت مولانا محمد ناصر عبد العزیز (جھنگ)
حضرت مولانا قاضی محمد یوسف (حسن ابدال)
حضرت مولانا عبد اللہ عابد سندھی (شکار پور)

درسِ قرآن..................افادات: امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ ۲
درسِ حدیث..........................مولانا خواجہ عبد الحیٔ فاروقیؒ ۲
اداریہ..................................مدیر اعلیٰ ۳
اقتصادی صورتِ حال.........................مرزا محمد رمضان ۳
خطبہ جمعۃ المبارک ....مفتی عبد الخالق آزاد ۴
ملفوظات حضرت شاہ عبد الرحیم رائپوری....از حضرت شاہ عبد القادر رائپوری ۵
حضرت اقدس رائے پوری کا سفرِ ملتان...............رپورٹ: چوہدری رشید احمد ۶
دینی مسائل...................................مفتی عبد الغنی قاسمی ۷
رفتارِ کار..عتیق الرحمٰن ایڈووکیٹ ۷
کہروڑ پکا میں شاندار سیرت النبی سیمینار کا انعقاد.....................(رپورٹ) ۸
منظوم دعا از جانب متوسلین خانقاہِ رائے پور.......... پروفیسر حسین احمد علوی ۸
گوجرانوالہ میں علومِ اسلامیہ کورس کا افتتاح......................(رپورٹ) ۸

شعبہ مطبوعات
ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور
برائے رابطہ
رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
فون: 0092-42-6307714/6369089
Web:www.rahimia.org

درسِ قرآن

افادات: امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

اب ہم اس سورت الفلق پر غور کرتے ہیں۔

(۱) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝

''کہہ دے میں چیر کر پیدا کرنے والے رب کی پناہ میں آتا ہوں''۔

تمام مادی اشیاء کی تخلیق میں عملِ انفلاق (Fission) کارفرما نظر آتا ہے۔ یہ عمل ساری کائنات میں جاری ہے۔ خود کائنات کے متعلق علماء کی تحقیق یہ ہے کہ اس نے اپنی زندگی ایک بہت بڑے انفلاق (Fission) سے شروع کی۔ اس کے نتیجے کے طور پر سحابے (Nebulae) وجود میں آئے اور پھر ان کے انفلاقات سے تمام ستارے (سورج) پیدا ہوئے۔ ان میں سے ہمارے سورج کے انفلاق سے سیارے بنے۔ جن میں ہماری زمین بھی شامل ہے۔ اس کے بعد زمین کے کسی انفلاق سے ہمارا چاند وجود میں آیا۔

اسی طرح سے اعضاء والے جانداروں (Organisms) میں خلیات (Cells) کے پھٹنے (Fission) سے مرکب ابدان پیدا ہوتے ہیں، تمام حیوانات میں خلیات کے پھٹنے سے ہی نشوونما کا عمل ہوتا ہے۔ اور دانے اور گٹھلی کے پھٹنے سے ہی پودے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لیے قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کو ''فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی'' (دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا) بتایا گیا۔

عملِ انفلاق کے عالمگیر نظام کے خالق کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی ہمہ گیر تدبیر اور کائنات گیر قدرت کا اس سے بہتر تصور نہیں دیا جاسکتا۔ جیسا کہ اس آیت میں دیا گیا ہے۔ پھر یہ عملِ انفلاق محض تخریبی نہیں ہے، بلکہ تعمیری بھی ہے۔ اور نظامِ ربوبیت کا مددگار ہے۔ اس حیثیت سے بھی نظامِ انفلاق کی عظمت اس بات کی دلیل ہے، کہ خدا تعالیٰ ہی ہر قسم کے شر سے پناہ کا مرکز بن سکتا ہے۔

(۲) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

''ہر ایک چیز کے شر سے، جو اُس نے پیدا کی''۔

جس چیز کی مخلوقیت میں انسان کے لیے شر ہے (جیسے سانپ بچھو وغیرہ) اُس کے شر سے بچنے کے لیے رَبُّ الْفَلَقِ کی پناہ میں آتا ہوں۔

یہ پودے کی زندگی کی وہی منزل ہے، جب اُسے اُن چیزوں سے خطرہ لاحق ہوتا ہے، جن کی طبیعت میں پودے کے لیے شر ہے۔

(۳) وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝

''اور اندھیری رات کے شر سے، جب وہ چھا جائے''۔

جب چاند غروب ہوتا ہے اور رات تاریک ہوجاتی ہے، اُس کی روشنی سے پودے کو جو فائدہ پہنچتا تھا، وہ ختم ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی انسانیت کو ''غذا'' پہنچانے والی جتنی چیزیں ہیں، مثلاً صحیح علم، علم کے مطابق عمل کا صحیح نمونہ، اُن کے فقدان سے جو نقصان انسان کو پہنچ سکتا ہے، وہ اس مثال کے کلیے میں آجاتا ہے۔

ہمیں تمام ایسی چیزوں اور سامانوں کے نہ ملنے سے، جن سے ہماری انفرادی، اجتماعی اور نوعی پرورش ہوتی ہے، جو اور جس قدر نقصان پہنچ سکتا ہے، اُس سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔

درسِ حدیث

تشریح: مولانا خواجہ عبدالحیٰ فاروقیؒ

تقویٰ: معیارِ فضیلت

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لہ :
"انک لست بخیر من احمر ولا اسود الاّ ان تفضلہ بتقویٰ"۔

ترجمہ: حضرت ابوذر (غفاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: ''کہ تو کسی گورے اور کالے سے اچھا نہیں مگر یہ کہ تو اس سے تقویٰ میں بڑھ جائے''۔

(مشکوٰۃ شریف، کتاب الرقاق، الفصل الثالث)

کہاں ہیں وہ لوگ جو ہر وقت بنجار کی طرح ڈکارتے پھرتے ہیں کہ جو کچھ ہیں ہم ہی ہیں۔ کسی کی کیا مجال جو ہمارے آگے دم مارے۔ یوں کہنے کو تو آدمی جو چاہے کہے جائے، لیکن اسے آخر سمجھنا چاہیے کہ وہ کیا؟ اور اس کی بساط کیا؟۔ اگر غور کیا جائے تو دنیا کی ساری پریشانیوں کی جڑ ہر ایک کا اپنے آپ کو دوسروں سے بڑھا ہوا سمجھنا ہے، اس میں چاہے......... ایک فرد ہو یا ساری قوم ہو۔ جس کے دماغ میں یہ خناس سما جائے گا وہ دنیا کو ایک دن تہہ و بالا کر کے چھوڑے گا۔ آدمی کی خیر اسی میں ہے کہ اپنے اصلی خیر خواہوں کو پہچانے اور آنکھ بند کر کے ان کا کہا مانے۔ ہر فرد یا قوم کا اصلی دشمن یہ خیال ہے کہ میرے اندر سرخاب کا پر ہے اور دوسرے بالکل لنڈورے ہیں۔ اس خیال کو جڑ سے کھود کر پھینکنا چاہیے اور آدمیوں کو آدمیوں کے ساتھ بھلے مانسوں کی طرح رہنا سہنا چاہیے، وہی انسان کا اصلی خیر خواہ ہے۔ وہ کسی ملک اور قوم کا ہو، چاہے جو زبان بولتا ہو، جس کی تعلیم کی بنیاد تواضع ہو اور فروتنی ہو، ایسے شخص کے ہمدردِ انسان ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اب ذرا سوچیے کہ رسول اللہ ﷺ ابوذر (غفاری) رضی اللہ عنہ کو کیا سکھا رہے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ اپنے آپ کو بڑا مت سمجھنا۔ ہر انسان اپنی جگہ قابلِ قدر و عزت ہے۔ کوئی کسی سے بڑا یا اونچا نہیں ہے۔ سب برابر ہیں، ظاہری چیزوں میں سے کوئی چیز ایک کو دوسرے سے نہیں بڑھاتی، اگر کوئی گورا یہ سمجھے کہ میں کالے سے افضل ہوں تو فوراً سمجھ لینا چاہیے کہ یہ شخص عقل کے پیچھے لٹھ لیے پھرتا ہے۔ اگر مالدار اس پر اترائے کہ مفلس مجھ سے کم درجہ ہے تو یقیناً اس نے عقل بیچ کھائی ہے۔

اگر عالم کہے کہ میرے سامنے کسی کو بولنے کا حق نہیں، میں سب کا استاد ہوں، کسی کو میرے سامنے پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھنا چاہیے اور نہ زبان کھولنی چاہیے۔ بلکہ جو میں کہوں وہ ادب کے ساتھ سننا چاہیے تو وہ بلاشبہ پرلے درجے کی حماقت میں گرفتار ہے۔ جو لوگ اپنے رنگ و روپ پر اتراتے ہیں، وہ تو سب ہی سے گئے گزرے ہیں اس کے بعد جو مال اور طاقت پر غرور کرتے ہیں ان کا دماغ کچھ زیادہ ہی بگڑا ہوا ہے۔ عالم کا البتہ احترام کرنا چاہیے۔ لیکن اگر وہ خود دوسروں سے اپنے احترام کا خواہاں ہے تو اس کو چاہیے کہ عقل کے ناخن لے اور ہوش کی دوا کرے۔

اگر آدمی کسی سے بڑھ سکتا ہے، تو فقط تقویٰ کی وجہ سے اور وہ ایک دل کی چھپی ہوئی صفت ہے اور آدمی کے صفائے باطن سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کی بناء پر دنیا میں ہی نہیں آخرت میں بھی انسان کو ایک دوسرے پر فضیلت ہوگی۔

تقویٰ کے معنی خدا سے ڈر کر پرہیزگاری کرنے کے ہیں، یعنی انسان اپنی ہر گفتگو اور اپنے ہر عمل و فعل میں احتیاط اور نگہداشت سے کام لے اور عدل و انصاف کے لیے کام کرے، جو کام بھی کرے اس میں اللہ کے سامنے جواب دہی کا احساس رکھے۔ ہر عمل میں اس کا خیال رکھے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور اس کے بارے میں اس سے بازپرس ہوگی۔

حضورِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ انسان کی برتری اور فوقیت کی بنا یہی تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔

سماجی تقاضے: ایک توجہ طلب پہلو

سماجی اور عمرانی حوالے سے قوموں کی شناخت کا بہتر ہونا، ان کی ترقی اور کامیابی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ کسی انسانی سوسائٹی میں بسنے والے افراد کے لیے قومی سطح پر نظریاتی اور فکری شیرازہ بندی، امن کی بنیاد پر مستحکم سیاسی نظام کی صورت گری اور معاشی خوشحالی کی بنیاد پر اقتصادی نظام کی تشکیل کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ اور پھر بدلتے دور کے ساتھ ساتھ سماجی ترقی کے اقدامات کرنا، انسانوں کی بنیادی ضروریات میں شامل ہوتا ہے۔ اس لیے ہر دور میں اس کی ضرورت رہتی ہے کہ انسانی معاشروں میں سماجی ترقی کے اہم ترین پہلو کی طرف توجہ دی جائے۔

آج ہمارا معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، سماجی زندگی اتھل پتھل ہو رہی ہے۔ معاشرہ میں موجود افراد اور جماعتوں کے درمیان تمام سماجی سرگرمیوں کے حوالے سے صحیح بنیادوں پر تعلقات کار موجود نہیں ہیں۔ خاندانوں میں باہمی جنگ و جدال اور تضادات پائے جاتے ہیں، عائلی زندگی کے گھمبیر مسائل پیچیدہ صورت اختیار کیے ہوئے ہیں، اولاد کی تربیت کا صحیح نظام کام نہیں کر رہا، مختلف پیشوں سے وابستہ افراد میں مطلوبہ معاشرتی ضروریات کے حوالے سے مہارتوں اور صلاحیتوں کا فقدان پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے معاشرہ اپنی ضروریات ناقص حالت میں قبول کرنے پر تیار ہے۔ سیاسی ادارے عدم استحکام سے دوچار ہیں، سیاسی پارٹیاں اپنے خاندانی اور گروہی مفادات عوام پر مسلط کرنے کے درپے ہیں۔ حکومتیں انسانوں کو امن فراہم کرنے میں ناکام ہیں، خوف کی حالت کو قبول کر لیا گیا ہے۔ معاشی بھوک اور افلاس کے سائے گہرے ہوتے جاتے ہیں، غرض سماجی حالت کی کوئی کل سیدھی نہیں رہی۔ معاشرتی اور سماجی زندگی ترقی کن اقدامات سے محروم ہے۔ مجموعی طور پر ملکی اور قومی سطح کا نظام فرسودہ ہو چکا ہے۔ یوں سماجی اور عمرانی صورت حال اپنی بنیادی شناخت سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ اس پر نظریاتی اور فکری بحران سوا ہے، معاشرہ بحیثیت مجموعی فکری ژولیدگی کا شکار ہے۔ ہر فرقہ اور جماعت اپنے خود ساختہ تصورات اور خیالات کی بنیاد پر نئے نئے نظریات اور افکار کا راگ الاپ رہا ہے۔ انسانی معاشروں کے عمرانی تقاضوں کی تکمیل کے لیے سائنٹفک اصولوں اور تجربہ شدہ راستوں کا انتخاب نہیں کیا جا رہا ہے الغرض سماجی زندگی کے حوالے سے ایک بحرانی کیفیت کا عالم ہے۔

ایسے حالات میں بڑی ضرورت ہے کہ ہم اپنے سماج میں پیدا ہونے والے بحران کا بڑی دلسوزی سے جائزہ لیں۔ اور اس حوالے سے فکر مندی کا مظاہرہ کریں۔ خاص طور پر مسلمان معاشروں کے حاملین پر لازم ہے کہ دینی نقطۂ نظر سے انسانی معاشروں کی تشکیل کے عمرانی، سیاسی، معاشی افکار و نظریات کا مطالعہ غیر فرقہ ورانہ سوچ کی بنیاد پر کریں۔ قرآنِ حکیم اس حوالے سے جو ہماری رہنمائی کرتا ہے، اس پر توجہ دیں۔ دورِ حاضر کے مجدد حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں: ”جاننا چاہیے کہ سماجی روابط اور تعلقات پر مبنی نظام کی حیثیت انسانی معاشرہ میں ایسے ہی ہے جیسا کہ انسانی جسم میں دل کی حیثیت ہوتی ہے۔ تمام ملکوں کے قوانین اور شریعتوں میں سب سے پہلے اسی کی طرف توجہ کی جاتی ہے، اور انبیاء پر نازل ہونے والی مقدس کتابوں میں بھی اسی پر بحث ہوتی ہے، اور ان میں انہی سماجی امور کی طرف اشارے کیے جاتے ہیں“۔

اس تناظر میں ہمیں آج سماجی اور عمرانی حوالے سے بڑے شعور اور فکر کی ضرورت ہے۔ دین اسلام کو سماجی زندگی سے کاٹ کر محض عبادات اور رسومات تک محدود کر دینا درست نہیں ہے۔ بلکہ آج ضرورت ہے کہ ہم سماجی، سیاسی اور معاشی حوالے سے سلگتے ہوئے مسائل پر دینی حوالے سے غور و فکر کریں۔ اور سماجی ترقی کے لیے اقدامات اٹھاتے ہوئے اپنے دینی فکر اور نظریہ پر مکمل یکسوئی، عائلی زندگی کی درستگی، سیاسی استحکام اور معاشی خوشحالی کے لیے جدوجہد اور کوشش کریں۔ (مدیر اعلیٰ)

ملکی اقتصادی صورت حال —— مرزا محمد رمضان

حالیہ حکومت نے معاشی سرگرمیوں کو پروان چڑھانے کیلئے جس مالیاتی ٹیم کا انتخاب کیا، یہ سٹی گروپ کے فارغ شدہ ملازمین پر مشتمل ہے۔ چنانچہ پیشے کے اعتبار سے اس ٹیم کے دونوں افراد بینکر ہیں۔ مشیر خزانہ کے لیے جناب شوکت ترین اور مرکزی بینک کے گورنر کے لیے سید سلیم رضا کو مقرر کیا گیا ہے۔

شوکت ترین کے ذمہ جو پہلی Assignment تھی وہ دوست ملکوں سے مل کر ملک کو مالیاتی بحران سے نکالنے کیلئے مالی تعاون حاصل کرنا مقصود تھا۔ اس سلسلے میں مشیر خزانہ نے سعودی عرب سمیت کئی ملکوں کا طوفانی دورہ کیا۔ سعودی عرب میں شاہ عبداللہ سے ملاقات کے دوران فنڈز کے حصول کا ذکر ہوا تو سعودی حکومت نے کہا کہ چونکہ وزیر خزانہ اس وقت ملک سے باہر ہیں لہٰذا ان کی واپسی پر آپ کے مسئلہ کو ترجیحی بنیاد پر زیر غور لائیں گے۔ چنانچہ اسی طرح کے Response دیگر ممالک کی طرف سے موصول ہوئے۔

موجودہ حکومت کے اقتدار سنبھالتے ہی ملک میں افراتفری کا ماحول پیدا ہو گیا۔ سرمایہ داروں نے اپنا سرمایہ فوری ملک سے باہر منتقل کرنا شروع کر دیا۔ 11 ارب امریکی ڈالر کے ذخائر کم ہو کر 3.45 ارب امریکی ڈالر ہو گئے۔ حکومتی اداروں کو روزانہ کی ادائیگیوں کیلئے فنڈز کی دستیابی ایک مسئلہ بن گیا۔ امریکی ڈالر کی ادائیگیوں کیلئے مقدار کے کم ہو جانے سے اس کی طلب میں اضافہ ہو گیا۔ طلب میں اضافہ نے اس کی قدر / قیمت خرید میں بھی اضافہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں 62-60 روپے سے بڑھ کر 82-80 روپے کو پہنچ گیا۔ حکومت کی اس کوتاہی نے نہ صرف سرمایہ کاری کی فضا کو مکدر کیا بلکہ ملکی قرضوں کا حجم بڑھا کر 46 ارب امریکی ڈالر تک پہنچا دیا۔

حکومت بحرانی کیفیت سے نکلنے کیلئے عالمی مالیاتی فنڈ کا دروازہ کھٹکھٹانے پر مجبور ہو گئی۔ مالیاتی فنڈ نے قرض دینے کا وعدہ تو کر لیا لیکن ساتھ ہی ایسی شرائط کی لسٹ فراہم کر دی جنہیں ہماری ٹیم ماننے پر مجبور ہو گئی۔ ان شرائط میں 15 فیصد شرح سود کو برقرار رکھنا بھی شامل تھا۔ 15 فیصد شرح سود کو برقرار رکھنے پر کاروباری حلقوں نے انتہائی شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ ان کا یہ احتجاج درست بھی تھا اس لیے کہ پیداواری مصنوعات پہلے ہی بجلی جیسے بحران کی وجہ سے کافی مہنگی ہو چکی ہیں 15 فیصد شرح سود کے مزید اضافے نے انہیں عام آدمی کی پہنچ سے باہر کر دیا۔ اس کی قوت خرید میں کمی نے مجموعی طلب میں مزید کمی کر دی۔ سید سلیم رضا کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ ملک میں پہلے ہی افراط زر 24 فیصد کو پہنچ چکا ہے لہٰذا 15 فیصد سے شرح سود کو کم کرنا مہنگائی میں مزید اضافہ کرنا ہوگا۔ گورنر صاحب نے جس شرح سود کا ذکر کیا (CPI(consumer Price Index کے مطابق اس کا تعلق اشیاء خوراک سے ہے جو زیادہ تر انتظامی بدعنوانی کی وجہ سے اوپر پہنچ جاتے ہیں۔

سابق گورنر مرکزی بینک ڈاکٹر شمشاد اختر سے ایک انٹرویو میں سوال کیا گیا کہ کیا آپ واپس آئیں گی۔ تو انہوں نے کہا کہ چونکہ ملک میں گڈ گورننس کا فقدان ہے لہٰذا جوں ہی حالات بہتر ہوتے ہیں واپسی کا سوچا جا سکتا ہے۔

ان حالات میں اگر صرف شرح سود کو بڑھا کر ملک میں افراط زر کو نیچے لانے کی حکمت عملی اختیار کی جاتی ہے تو اس کے منفی اثرات میں سب سے زیادہ اثر بیروزگاری کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ آج ملک کے اندر لاکھوں افراد بے روزگار ہو چکے ہیں۔ کمرشل بینک اپنی سینکڑوں برانچیں بند کر چکے ہیں۔ جن میں کام کرنے والے ملازمین کو فارغ کیا جا چکا ہے۔ کئی کمرشل بینکوں میں کام کرنے والے ملازمین آج بھی اپنے آپ کو عدم تحفظ کا شکار محسوس کر رہے ہیں۔

خطبہ جمعۃ المبارک

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب

ناظم اعلیٰ ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

مؤرخہ: 30 جنوری 2009ء بمقام ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ، لاہور ضبط تحریر: مولانا محمد جمیل

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد: قال اللہ تبارک وتعالیٰ:
فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَااسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْراً لِاَنْفُسِكُمْ ط وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o

معزز دوستو!

قرآنِ حکیم کی تعلیمات انسانی تعلیم وتربیت کے لیے بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔ مسلمان جماعت کی درست تربیت کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ کتابِ مقدس قرآنِ حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں وہ اپنے اخلاق اور رویے درست کریں۔ قرآنِ حکیم نے کئی مقامات پر مسلمان جماعت کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں تقویٰ کے حصول کی جدوجہد اور کوشش کرے۔ متقی بننا اور تقویٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنا، یہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی کامیابی کے لیے ضروری اور ناگزیر قرار دیا ہے۔ انسان میں انسانیت کا اظہار اسی وقت ہوتا ہے جب اس میں تقویٰ کا خُلق پیدا ہے۔

قرآنِ حکیم نے مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ انسانی زندگی کے بنیادی امور کی نشاندہی کی ہے۔ سب سے پہلے تو اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے کہ مسلمان جماعت کے بنیادی اہداف کیا ہیں اور وہ یہ کہ (ا) فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَااسْتَطَعْتُمْ یعنی جتنی تمہارے اندر طاقت ہے اس کو استعمال میں لا کر تقویٰ حاصل کرو۔ اللہ کا خوف اور ڈر کا پیدا ہونا یہ انسان کے اندر بڑی عمدہ صلاحیت پیدا کرتا ہے کہ وہ کھرے اور کھوٹے کی پہچان کر لیتا ہے۔ اللہ کے خوف و ڈر سے انسان اپنے اردگرد کے ماحول میں اچھائیوں اور برائیوں میں تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا کر لیتا ہے۔ انسان کو قدم قدم پر مختلف معاملات اور اعمال سے واسطہ پڑتا ہے، اب ان میں اچھے اور برے کی تمیز پیدا کرنا بڑا اہم ہے۔ انسان کو عمل کرتے وقت سب سے بڑی مشکل یہی ہوتی ہے کہ وہ اتنے سارے اعمال میں سے کس عمل کا انتخاب کرے۔ اسی طرح بات چیت میں الفاظ کے انتخاب میں مشکل پیش آتی ہے اور انسان کے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کے لیے الفاظ کا انتخاب کیسے کرے؟۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان ایک بات کو اچھا خیال کر کے بیان کرنا شروع کرتا ہے، کہیں اس کے نتائج غلط نکلتے ہیں، اور جب کسی بات یا عمل کے برے نتائج ظاہر ہوتے ہیں تو انسان کے دل میں شدت کے ساتھ یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ کاش مجھے پہلے اس بات کا اندازہ ہوتا کہ جو بات یا کام میں کرنے چلا ہوں اس کے نتائج کیا نکلیں گے۔

یہ انسان کی بہت بڑی صلاحیت ہے کہ وہ کام کرنے سے پہلے اور بات کہنے سے پہلے اس بات کا اندازہ کرے کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ انسان کے لیے ضروری ہے کہ اس کے کاموں میں ایک خاص توازن اور تناسب پایا جائے اور اعتدال کی کیفیت پائی جائے۔ تاکہ اس کے کاموں کے اچھے اور عمدہ نتائج پیدا ہوں اور یہ اسی وقت پیدا ہوتے ہیں کہ انسان میں یہ صلاحیت اور مہارت پائی جائے کہ وہ کھرے اور کھوٹے اقوال واعمال کے درمیان فرق پیدا کر سکے۔

ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ تقویٰ دراصل اسی صلاحیت اور استعداد کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے انسان پر کوئی خاص طرح کا وجد طاری ہو جائے، محض یہی تقویٰ نہیں ہے بلکہ یہ تو کمزور دل لوگوں پر ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ڈر، خوف، عظمت اور تعلق کے ذریعہ سے انسان کے اندر یہ صلاحیت پیدا ہونی چاہیے کہ وہ جو بولے وہ درست ہو۔ انسان کے مافی الضمیر کا اظہار اچھے اسلوب کے مطابق ہو۔ وہ انسان جو کام کرے وہ عدل پر مبنی ہو۔ انسانیت کے حق میں اس کام کے نتائج اچھے اور عمدہ ظاہر ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے پہلی بنیادی چیز جو پیدا ہوتی ہے وہ حق اور باطل میں فرق پیدا کرنے کی استعداد اور صلاحیت ہے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے مسلمانوں کو یہ دعاء سکھائی کہ: اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ" "یا اللہ ہمیں حق کو حق کے طور پر ہی دکھا یہ نہ ہو کہ ہم حق کو باطل خیال کرنے لگیں باطل کو باطل کے طور پر دکھا یہ نہ ہو کہ ہم اس کو حق سمجھنے لگیں۔ انسان کے لیے سب سے بڑا فریب یہی ہے کہ باطل خوبصورت شکل میں انسان کے سامنے آ جائے تو وہ اس سے دھوکہ کھا جائے یا شعور اور حق کی بات انسان کے سامنے آئے اور اس کو وہ غلط خیال کرنے لگ جائے، اس پر عمل نہ کرے، یہ بہت بڑی کمزوری کی بات ہوگی۔

انسان کے اردگرد بہت سارے امور ہوتے ہیں ان میں سے حق وباطل میں فرق اور تمیز کرنا دراصل وہ صلاحیت ہے جو تقویٰ کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ پھر صرف حق وباطل میں فرق اور تمیز کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ کے مفہوم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر کے نتیجہ میں حق بات کا عملی نظام بھی قائم کرے اور جو کام یا بات باطل ہے، انسانیت کے خلاف ہے، تو اس کو اپنی سوسائٹی سے ختم کرے۔ اور اگر باطل کا نظام قائم ہو تو اس کو توڑنے اور ختم کرنے کی جدوجہد کرے۔ صرف اچھائی اور برائی کی معلومات حاصل کر لینا کافی نہیں بلکہ معلومات کا عملی نتیجہ نکلنا ضروری ہے۔ تو گویا تقویٰ کے ذریعہ سے انسان کے اندر دراصل جرأت اور بہادری پیدا ہوتی ہے کہ وہ اس کا عملی نظام قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے کہ ایک بات کو حق تسلیم کیا جائے لیکن اس کا نظام قائم نہ کیا جائے۔ اس طرح ایک بات کو یا کام کو باطل تسلیم کیا جائے لیکن اس سے بچنے کی کوئی حکمت عملی نہ بنائی جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ڈر اور عظمت کے نتیجہ میں انسان کے اندر یہ صلاحیت پیدا ہو جائے کہ وہ اس سچائی اور حق کو غالب کرنے کی جدوجہد اور کوشش کرے۔

اس آیت میں ہمیں پہلا حکم یہ فرمایا گیا کہ ممکن حد تک جتنی تمہاری طاقت ہے اس کے مطابق تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور پھر اس کے بعد دوسرا اور تیسرا حکم فرمایا گیا، "وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا" یعنی تم کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو نظم وضبط کے ساتھ سنو اور پھر اس کی اطاعت اختیار کرو۔ اب یہ بات سوچنے کی ہے کہ یہ صلاحیت انسان کے اندر کیسے پیدا ہوگی تو اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان جس قسم کے لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا اسی قسم کے اخلاق پیدا ہوں گے۔ اب اگر باطل نظام میں رہ کر اس نظام کی اطاعت اختیار کرے گا تو اس قسم کے نتائج ظاہر ہوں گے۔ اور اگر حق اور سچائی کو سمجھ کر اس کی سمع واطاعت اختیار کرے گا تو نتائج دوسرے ظاہر ہوں گے۔ تو سمع واطاعت کا تعلق درحقیقت جماعتی زندگی کے ساتھ ہے۔ کوئی انسانی معاشرہ اجتماعیت کے بغیر آگے نہیں بڑھتا۔ نظم وضبط اور ڈسپلن کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا، ہر معاشرے کو آگے بڑھنے کے لیے ایک حکمت عملی اور طریقہ کار اپنی ذمہ داری پر اختیار کرنا ہوتا ہے۔ گویا کہ ہر معاشرے کو سماجی تشکیل کے لیے ایک نظریہ اور پھر اس نظریہ کو عمل میں لانے کے لیے ایک عملی نظام کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ عملی نظام اسی وقت ممکن ہوگا جب اس میں نظم وضبط اور تنظیمی ڈسپلن ہوگا۔ قرآنِ حکیم نے حکم دیا ہے کہ معاشرے میں اچھے اخلاق والے لوگ جو بات کہیں تو اس کو غور سے سنو اور پھر اس پر عمل کرو۔ کیوں کہ ہمیشہ بالائی نظم ماتحت والوں کے لیے حکم جاری کرتا ہے۔ تو سب سے پہلے ان کی ہدایات کو سمجھنا ہوگا کہ وہ ہیں کیا؟ ہم نے کیا ذمہ داری قبول کی ہے؟ اس ذمہ داری کو سمجھنا یہ دراصل "وَاسْمَعُوْا" ہے۔ پھر اس ذمہ داری کو مکمل ذمہ داری کے ساتھ سرانجام دینا، عملی طور پر اس کی اطاعت کرنا، اس کے نتائج نکال کر دکھانا، یہ اطاعت (اَطِيْعُوْا) ہے۔ یہ نظم وضبط کو قبول کرنا ہے۔ کوئی جماعت بغیر نظم وضبط کے ترقی نہیں کر سکتی اور نہ ہی جماعت کی شیرازہ بندی ہو سکتی ہے، یہ نظم وضبط درحقیقت کسی قوم اور جماعت کی سیاسی طاقت پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ زبانی طور پر سیاست پر تقریر کی جا سکتی ہے، بیان دیا جا سکتا ہے، جمہوریت کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں ہر حکومت اور سیاست

کے لیے تنظیمی طاقت کا ہونا ضروری ہے۔ طاقت کے بغیر کوئی سیاسی نظام قائم نہیں ہوسکتا۔ اس طاقت کو پیدا کرنے کے لیے قرآنِ حکیم نے کہا کہ مسلمان اپنی جماعتی طاقت پیدا کریں۔ اور اس کا طریقہ یہ کہ انا کا نظریہ تقویٰ کی بنیاد پر حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کا ہو، عدل کو غالب کرنے اور ظلم کو مٹانے کا ہو، اس نظریہ کا جو سیاسی نظام تشکیل دیا جائے گا، اس کا دار و مدار ''سمع و اطاعت'' پر ہوگا۔

چوتھا حکم قرآنِ حکیم نے فرمایا ''وَاَنْفِقُوْا'' یعنی دنیا کا کوئی نظام مالی قربانی کے بغیر ترقی نہیں کرسکتا، کسی معاشرے میں اگر سرمایہ پرستی کا مرض پیدا ہوجائے، ہر آدمی اپنی دولت کو بڑھانے کی فکر میں لگ جائے، دولت کو انسانی فائدے کے لیے خرچ کرنے پر تیار نہ ہو تو نتیجتاً معاشرے میں انارکی پیدا ہوگی۔ ایسا معاشرہ کبھی ترقی نہیں کرسکتا جس میں دولت کو جمع کرنے اور سمیٹ کر رکھنے کا عمل موجود ہو۔ جب تک اس دولت کو انسانی فائدے کے لیے خرچ کرنے کا جذبہ قومی سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک پیدا نہ ہو اس وقت تک نظام کامیاب نہیں ہوسکتا۔ قرآنِ حکیم نے فرمایا کہ دولت کو خرچ کرنے کا جذبہ تمہارے اندر پیدا ہونا چاہیے۔ گویا کہ کسی انسانی معاشرے کی ترقی کے لیے تین بنیادی امور ہیں: (۱) مسلمان جماعت کا نظریہ عدل و انصاف پر مبنی ہو باطل پر نہ ہو، ظلم اور انسانیت دشمنی کی اساس پر نہ ہو۔ (۲) پھر اس نظریہ کی بنیاد پر جو اپنے معاشرے کی سیاسی اور اجتماعی شیرازہ بندی کرنی ہے تو اس کے لیے جماعتی طاقت سمع اور اطاعت کی بنیاد پر ہو۔ (۳) تیسرا یہ کہ اقتصادیات کے حوالے سے دولت کو انسانی فائدے کے لیے خرچ کرنے کی سوچ ہو۔ معاشی نظام غریب، کسان اور محتاج لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی بنیاد پر ہو۔

قرآنِ حکیم نے فرمایا کہ اگر یہ امور تمہارے اندر پائے جائیں تو ان کا فائدہ بھی تم کو ملے گا۔ تمہارا نظام ترقی کرے گا، دنیا کی کامیابی ملے گی۔ اور پھر دنیا کی یہ ترقی اور کامیابی درحقیقت آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بھی ثابت ہوگی۔ لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جس نظریہ کی وضاحت قرآنِ حکیم نے کی ہے، جب تک مسلمان معاشروں میں وہ سوچ موجود رہی، یہ رویے اور اخلاق موجود رہے تو اس کے نتائج ان معاشروں کے حق میں ظاہر ہوتے رہے کہ ان کا نظام غالب رہا اور جب یہ نظریہ مسلمان معاشروں نے نظر انداز کردیا اور ان کی زندگی میں فکری انتشار پیدا ہوا اور تقویٰ کی بجائے منفی رویے پیدا ہوئے، اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف نکل گیا تو جو نتائج ظاہر ہو رہے تھے وہ ختم ہوگئے۔ اسی طرح جب نظم و ضبط ان کی اجتماعی زندگی سے خارج ہوگیا تو زوال کا شکار ہوگئے۔

کسی معاشرے میں جب تک ریاستی ادارے جو حکم جاری کریں وہ تمام لوگ تسلیم نہ کریں تو نظم و ضبط پیدا نہیں ہوسکتا۔ اگر صورت حال یہ ہو کہ ریاستی ادارے کوئی حکم دیں اور معاشرے کے غیر ریاستی گروہ اپنی مرضی کے مطابق دہشت گردی اور فرقہ واریت کو فروغ دینے کی کوشش کریں، تو ایسے معاشرے میں ترقی کا عمل کیسے چل سکتا ہے۔ وہ اپنی شناخت کیسے بہتر بنا سکتا ہے۔ اگر کوئی معاشرہ قرآنِ حکیم کے بنیادی امور کا انکار کردے تو وہ مسلمان معاشرہ کیسے کہلا سکتا ہے۔ قرآنِ حکیم حکم دیتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، لیکن آج ہمارے حکمران طبقے اس کا انکار کرتے ہیں۔ قرآنِ حکیم حکم دیتا ہے کہ نظم و ضبط پیدا کرو، لیکن ہمارے ہاں نظم و ضبط کا فقدان ہے، ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ہر دولت مند اپنی دولت بڑھانے کی جدوجہد کرتا ہے، ایسا معاشرہ کیسے مسلمان معاشرہ کہلا سکتا ہے۔

آج ہماری بنیادی ذمہ داری ہے کہ ہم قرآنِ حکیم کے بتائے ہوئے نظریہ اور اس کے تقاضوں کو سمجھیں اور اس کے مطابق نظام قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔ بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ دن رات میں تھوڑا سا وقت نکال کر ہم قرآنِ حکیم کے کچھ حصے پر غور کریں کہ وہ ہمارے لیے کیا ذمہ داریاں بیان کرتا ہے، ہم نے زندگی کن بنیادی امور کی روشنی میں گزارنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس خوف ناک حالت سے نکلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

ملفوظات

قُطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ

بیان فرمودہ: حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ

(۱) مجدد الف ثانی کا تجدیدی کردار

فرمایا: نقشبندی حضرات، ہندی تصوف کی اصلاح کرنے والے ہیں، ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے: ''شیخ مجدد (الف ثانیؒ) نہ ہوتے، تو تصوف زندقہ بن کر رہ گیا ہوتا'' ۔

(۲) تصوف دینی سمجھ اور شعور کا نام ہے۔

ایک مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا: ''مولوی صاحب! لوگ خبر نہیں، تصوف کسے سمجھتے ہیں، تصوف ''فقاہت'' کا نام ہے، یعنی دینی سمجھ اور شعور کا''۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے تصوف کا ابتدائی سرا۔ ''نیت کا درست کرنا'' --- بیان فرمایا ہے، اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کا انتہائی سرا۔ ''دینی سمجھ اور شعور'' بیان فرمایا ہے، جو تصحیح نیت سے حاصل ہوتا ہے۔

(۳) اعمال میں خلوصِ نیت کی اہمیت

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''زندگی میں ایک عمل بھی خالص نیت سے ہوجائے، تو ہوسکتا ہے کہ نجات کے لیے کافی ہوجائے، اس کی وجہ اور تفصیل تو بہت ہے، اگر تم خدمت والدین اور حقوق زوجین ادا کرتے ہو، اور یہ حقوق کی ادائیگی کا خیال خوف خداوندی یا رضائے الٰہی کے پیش نظر ہے، تو جو کام جائز ہو، وہ سب کام تمہارے لیے درست ہیں، اور اگر اس نتیجہ پر پہنچو کہ یہ بات پیدا نہیں ہوئی، تو پھر سب کام چھوڑ کر، اس قسم کی نیت کرنا سیکھو، کہ اس کے بغیر جو بھی کروگے، وہ عاقبت میں تمہیں کیا کام آئے؟''

(۴) سلوک کا آسان راستہ، محبت و صحبت شیخ

اپنے نفس امارہ کو مطمئن بنانے، یا لوامہ کو اطمینان تک پہنچانے کا راستہ ''سلوک'' کہلاتا ہے، اس میں آسان راستہ یہ ہے کہ جن کا نفس مطمئنہ ہو، ان کی صحبت اختیار کی جائے، کیوں کہ یہ کلیہ ہے کہ جیسے آدمی کے پاس بیٹھوگے، اس کے اثرات ضرور آئیں گے، تو شیخ کی صحبت کی ضرورت ہوئی اور بیعت کا نفع، صحبت شیخ کے بغیر نہیں ہوتا، ایک صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت! ''تصور شیخ'' کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''محبت شیخ''

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا تھا، تو فرمایا: اتنے سال تو میرے دل میں فلاں رہا، اور اتنے سال فلاں.... مطلب یہ ہے کہ جس چیز کی محبت ہوتی ہے، اس کا تصور بے اختیار قائم ہوجاتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کب راضی ہوتے ہیں؟

''حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: جب انسان سے تمام برے اخلاق اور حُبِّ جاہ وغیرہ جاتے رہیں، تو سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا''۔

(۶) راہِ سلوک میں معاصی سے پرہیز بہت ضروری ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اس راہ (سلوک) میں جو (عمل) کرنا ہے، وہ تو کرنا ہی ہے، مگر پرہیز بہت ضروری ہے۔ روشنی کے لیے چراغ، تیل، بتی وغیرہ سب چیزوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، مگر (چراغ) بجھانا صرف ''فوہ'' کرنے سے ہوسکتا ہے، (حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پھونک مار کر سمجھایا) پس ماحول، صحبت، ذکر، شغل تو کرنا ہی ہے، لیکن پرہیز سب سے ضروری ہے۔

ایک شخص نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا حال سنایا، اور دریافت کیا کہ رجعت کی وجہ معلوم نہیں ہوئی، حضرتؒ نے ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا: کیا بعض اوقات ایک نظر جو کسی پر خلاف شرع پڑ جائے، اس خرمن کو جلانے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ اور اس ابتدائی نورانی کرن کو ہمیشہ کے لیے بجھانے کا سبب بن سکتی ہے،

اللھم احفظنا من شرور انفسنا.

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کا سفرِ ملتان

رپورٹ: چوہدری رشید احمد

10 فروری 2009ء کو حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ صبح آٹھ بجے ملتان اور گردونواح کے 5 روزہ دورہ پر تشریف لے گئے، آپ کے ہمراہ ناظمِ اعلیٰ ادارہ رحیمیہ مفتی عبدالخالق آزاد بھی تھے۔ ملتان کے سفر کی اطلاع ملتے ہی راستہ میں ساہیوال، چیچہ وطنی اور میاں چنوں کے احباب کے فون آنے لگے اور انہوں نے راستہ میں کچھ دیر قیام کی دعوت دی۔ اس لیے حضرت اقدس رائے پوری صبح آٹھ بجے لاہور سے روانہ ہو کر چیچہ وطنی میں راؤ حفیظ الرحمٰن اور ڈاکٹر عتیق الرحمٰن کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ کچھ دیر وہاں قیام کیا، دوپہر کا کھانا کھایا اور دعاء فرمائی۔ اس کے بعد میاں چنوں میں میاں محمد ارشد صاحب کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ یہاں سلسلہ رائے پور کے کافی احباب جمع تھے، خاص طور پر تلمبہ سے قاری عبدالرحمٰن صاحب، ان کے صاحبزادے مولوی حبیب اللہ وغیرہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ظہر کی نماز یہاں ادا کی۔ اور احباب کے لیے دعا فرمائی۔ چائے پی کر ملتان کے لیے روانگی ہوئی۔ اور شام چار بجے ملتان میں حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب زید مجدہم کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ یہاں حضرت مفتی صاحب اور سلسلہ رائے پور کے دیگر احباب نے پُرتپاک استقبال کیا۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت مفتی صاحب کے مکان پر ہی مجلس ذکر منعقد ہوئی، جس میں ملتان بھر سے احباب سلسلہ جمع تھے، عشاء کے بعد دوستوں سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہا، خاص طور پر نوجوان شرکاء سے دینی موضوعات پر گفتگو جاری رہی۔

اگلے دن 11 فروری کو ناشتہ کے بعد کثرت سے نوجوانوں سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر دوپہر کا کھانا خانقاہ رائے پور کے قدیمی مخلص جناب عبدالستار تگہ صاحب کے گھر تناول فرمایا اور دعاء فرمائی۔ اس موقع پر حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب بورے والا سے اور مفتی عبدالقدیر صاحب، مولانا عبدالنصیر صاحب چشتیاں سے تشریف لائے اور کھانے میں شریک ہوئے۔ کھانے کے بعد چندر آب اکیڈمی میں خواتین و حضرات کے لیے درسِ قرآن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے درسِ قرآن دیا، انہوں نے مسلمانوں میں قرآنِ حکیم سے شعوری تعلق کی اہمیت بیان کی۔ حضرت مفتی سعید الرحمٰن صاحب ہمراہ رہے۔ حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ العالی نے دعاء فرمائی۔ آج بھی نماز مغرب کے بعد حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب کے مکان پر مجلس ذکر منعقد ہوئی۔ مجلس ذکر کے بعد مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب نے ذکر اللہ کے فضائل اور اس کی اہمیت پر بیان ارشاد فرمایا۔ ان کے بعد حضرت رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ نے نصائح فرمائیں۔ اور ملتان میں سلسلہ رائے پور کے احباب سے فرمایا کہ آج کے دور میں طاغوتی اور شیطانی ماحول کا غلبہ توڑنے کے لیے ذکر اللہ کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لیے وہ یہاں مفتی صاحب کے مکان پر مجلس ذکر کا اہتمام کیا کریں۔ تاکہ ذکر اللہ کی برکت سے دینی کام کے پھیلاؤ میں تیزی آئے۔ حضرت نے فرمایا: ”تم مجلس ذکر کا اہتمام کرو، پھر دیکھو کیسے برکات الٰہی کا ظہور ہوتا ہے“۔ عشاء کی نماز کے بعد نوجوانوں سے مفتی عبدالمتین نعمانی کی گفتگو جاری رہی۔

12 فروری کی صبح ناشتہ کے بعد پیر کالونی میں مولانا حبیب اللہ صاحب کے مکان پر حضرت رائے پوری تشریف لے گئے۔ کافی تعداد میں خواتین و حضرات جمع تھے، ان کے لیے درسِ قرآن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مفتی عبدالخالق آزاد نے درسِ قرآنِ حکیم دیا، اور قرآنِ حکیم کی عظمت اور اہمیت کے حوالے سے رہنمائی دی۔ اس موقع پر بہت سی خواتین حضرت رائے پوری سے بیعت ہوئیں۔ حضرت نے انہیں نصیحت فرمائی۔ اور پڑھنے کے لیے مشائخ رائے پور کے بتلائے ہوئے اوراد و معمولات کی تلقین فرمائی۔ دوپہر کا کھانا یہیں کھایا، ساڑھے تین بجے الخلیل پبلک سکول میں اساتذہ کے لیے درسِ قرآن کا اہتمام تھا۔ وہاں بھی حضرت مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے درسِ قرآن دیا۔ اور اساتذہ کی دینی تربیت، اور سماجی مسائل کے حل کے لیے گفتگو فرمائی۔ بعدازاں سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

نمازِ عصر کے بعد جناب طارق محمود ایڈووکیٹ کے گھر پر حضرت رائے پوری تشریف لے گئے۔ وکلاء اور نوجوان دوستوں سے ملاقات رہی، نمازِ مغرب کے بعد مجلس ذکر بھی انہی کے مکان پر منعقد ہوئی۔ جس میں بہت سے احباب نے شرکت فرمائی۔ عشاء کی نماز کے بعد ڈسٹرکٹ بار ”رضاء ہال“ میں ”اسلام اور بنیادی انسانی حقوق“ کے موضوع پر ایک بڑے سیمینار میں حضرت رائے پوری نے شرکت فرمائی۔ اس سیمینار کی صدارت جناب مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب نے فرمائی۔ مہمان مقرر جناب مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے اس موضوع پر مفصل گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد حضرت اقدس رائے پوری نے خطاب فرمایا۔ اور دین میں انسانی حقوق کے حوالے سے عدل و انصاف کے نظام پر روشنی ڈالی۔ صدارتی کلمات مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب نے ادا فرمائے۔ سیمینار ہال حاضرین سے بھرا ہوا تھا، اور ملتان کے تمام کالجز اور یونیورسٹی کے نوجوان طلباء نے بھرپور شرکت کی۔ دینی شعور کی اس محفل کے اختتام پر ریفریشمنٹ کا اہتمام بھی کیا گیا۔ رات کا قیام راؤ حبیب الرحمٰن کے مکان واقع شالیمار کالونی میں ہوا۔

اگلے دن 13 فروری کو ناشتہ کے بعد احباب سے دینی حوالے سے گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر جمعہ کی تیاری کی۔ اور ملتان میں عثمان آباد کی جامع مسجد میں حضرت رائے پوری نے نماز جمعہ ادا فرمائی۔ جمعہ کا خطاب مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے فرمایا۔ اور بعدازاں نماز جمعہ پڑھائی۔ بعدازیں مسجد کی انتظامیہ نے ریفریشمنٹ کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ اس کے بعد جناب چوہدری عبدالقادر صاحب کے مکان پر جانا ہوا۔ یہ خانقاہ رائے پور کے قدیم متوسل اور حضرت رائے پوری ثانی کے خاص لوگوں میں سے چوہدری عبدالخالق کے پوتے ہیں۔ انہوں نے بڑی محبت سے حضرت اقدس رائے پوری کی دعوت کی۔ دوپہر کا کھانا یہاں کھایا، اور پھر راؤ حبیب الرحمٰن کے مکان پر تشریف آوری ہوئی۔ مجلس ذکر ان کے مکان پر ہوئی۔ مجلس ذکر کے بعد مفتی سعید الرحمٰن صاحب نے ذکر اللہ کے فضائل اور اس کی اہمیت پر گفتگو فرمائی۔ حضرت رائے پوری کی دعاء سے یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ عشاء کی نماز کے بعد نوجوانوں سے مفتی عبدالخالق آزاد صاحب کی گفتگو ہوتی رہی، جس میں تعلیم و تربیت کے موضوعات زیرِ بحث رہے۔ انہوں نے دوستوں کے سوالات کے جوابات دیے۔

14 فروری کو صبح کا ناشتہ جناب جاوید اقبال صاحب کے مکان پر ہوا۔ انہوں نے بڑے پُرتکلف ناشتہ کا اہتمام کیا تھا۔ یہاں بھی احباب کافی تعداد میں جمع تھے۔ دینی موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ دوپہر کو حضرت قاری محمد اسماعیل کنانوی مدظلہٗ العالی کے پوتے راؤ سیف اللہ کی تقریب نکاح میں شرکت کی۔ حضرت رائے پوری نے نکاح پڑھایا۔ اور پھر ملتان سے کہروڑ پکا کے لیے روانہ ہو گئے۔ رات کو کہروڑ پکا میں ”سیرت النبیؐ سیمینار“ میں شرکت کی۔

15 فروری کو دوپہر ولیمہ میں شرکت کی۔ اس موقع پر حضرت رائے پوری سے ملاقات کرنے کے لیے آنے والوں میں خانقاہ کے قدیم متعلقین جناب غلام محمد عباسی صاحب مہتمم مدرسہ باب العلوم، جناب محمود عباسی صاحب، مولانا محمد منیر صاحب استاذ الحدیث مدرسہ باب العلوم، مولانا فیض محمود صاحب مسہ کوٹہ، مولانا محمد اسماعیل صاحب مہتمم مدرسۃ البنات اور حاجی امیر الدین صاحب کے نواسے ڈاکٹر طاہر صاحب اور دیگر احباب تھے، کہروڑ پکا میں قیام جناب ڈاکٹر زاہد صاحب کے مکان پر ہوا۔ انہوں نے بڑی خدمت کی۔ ولیمہ کے بعد 2 بجے واپس لاہور کے لیے روانگی ہوئی، راستہ میں وہاڑی میں نوجوان احباب نے ایک جگہ ملاقات کی۔ وہاڑی کے دوستوں نے بڑی محبت کا اظہار کیا۔ پرتپاک استقبال کیا۔ اور دعاء کی درخواست کی، حضرت نے ان حضرات کے لیے دعاء کی۔ شام چار بجے بورے والا میں حضرت مفتی عبدالمتین نعمانی کے مکان پر حاضری ہوئی۔ انہوں نے پُرتکلف چائے کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ یہاں بھی سلسلہ رائے پور کے احباب جمع تھے، نمازِ عصر کے بعد حضرت اقدس رائے پوری نے تمام احباب کے لیے دعاء فرمائی۔ نمازِ مغرب جامعہ خدیجۃ الکبریٰ میں ادا فرمائی۔ یہاں بھی کافی احباب جمع تھے۔ یہاں سے روانہ ہو کر براستہ چیچہ وطنی رات 11 بجے لاہور واپسی ہوئی۔ یوں یہ (5) روزہ سفر اختتام پذیر ہوا۔

دینی مسائل

اس صفحہ پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

جوابات از جناب مفتی عبدالغنی قاسمی

شعبہ دارالافتاء ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

سوال :

ایک شخص فوت ہوا۔ جس کے والدین پہلے انتقال کر چکے ہیں، جب کہ اولاد اور اہلیہ میں سے بھی کوئی زندہ نہیں ہے۔ چچا بھی پہلے وفات پا چکے ہیں۔ اس کے ورثاء میں صرف تین بھتیجے اور تین بھتیجیاں ہیں۔ شرعاً متوفی کی جائیداد کیسے تقسیم ہوگی؟۔ نصر اللہ، مانسہرہ

جواب :

متوفی کے وارث صرف بھتیجے ہیں۔ ہر ایک کو کل وراثت کا 1 / 3 حصہ ملے گا۔ جب کہ بھتیجیاں وارث نہ ہوں گی۔ **فقط واللہ اعلم**

سوال :

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایک عورت نے کسی تکلیف کی وجہ سے ڈاکٹر کے مشورہ پر تین ماہ کے حمل کی صفائی کرائی۔ کیا اس عورت پر احکام نفاس جاری ہوں گے۔ نماز، روزہ کا اس حالت میں کیا حکم ہے؟

فاروق حسین، راولاکوٹ، کشمیر

جواب :

تین ماہ کے حمل کا اخراج یا اسقاط ہو جائے تو عورت پر نفاس کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ جاری رہنے والا خون حیض یا استحاضہ کا شمار ہوگا۔ اور اگر صفائی کے بعد خون جاری نہیں ہوا تو عورت حسبِ معمول نماز روزہ ادا کرے گی۔ **فقط واللہ اعلم**

سوال :

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت اس مسئلہ میں کہ ایک مرد اور عورت کا نکاح شرعی طریقہ سے منعقد ہوا اور رخصتی عمل میں آئی۔ چند ماہ دونوں میاں بیوی ازدواجی زندگی اکٹھے رہے۔ پھر بوجہ اختلاف لڑکی اپنے والدین کے ہمراہ رہنے لگی۔ لڑکی کے والدین کچھ عرصہ بعد دوسرے شہر منتقل ہو گئے اور لڑکی کو غیر شادی شدہ ظاہر کر کے ایک دوسرے شخص سے شادی کر دی۔ قابلِ دریافت امر یہ ہے کہ جو لوگ دوسرے نکاح کی مجلس میں شریک ہوئے ان کے اپنے نکاح کا شرعی طور پر کیا حکم ہے؟ محمد رمضان، لاہور

جواب : ایسی شادی شدہ عورت جس کا نکاح ابھی باقی ہے، اور اس کے شوہر نے اسے طلاق نہیں دی تو اس عورت کا کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا حرام ہے۔ جو لوگ دوسرے نکاح کی مجلس میں شریک ہوئے اور صورت حال سے واقف تھے، وہ سخت گناہ گار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کریں۔ البتہ ان کے اس عمل سے ان کے اپنے نکاح پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ **فقط واللہ اعلم**

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے متعلق کہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ زوجہ کو درج ذیل الفاظ سے طلاق تحریر کر کے بھیج دی: ''میں نے اپنی بیوی.................کو طلاق دے دی ہے''۔ اب وہ اپنی مرضی سے کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے؟۔ عبدالرحیم چشتیاں

جواب:

تحریر مذکورہ کے مطابق اس شخص کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ عدت گزرنے سے پہلے اگر رجوع نہیں کیا تو وہی طلاق بائنہ ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد مطلقہ کو اختیار ہے کہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ **فقط واللہ اعلم**

رفتار کار۔۔۔رحیمیہ

دینی مدارس کے اساتذہ کرام کی تربیتی ورکشاپ

عتیق الرحمٰن ایڈووکیٹ

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ لاہور سے منسلک دینی مدارس کے اساتذہ کرام کے لیے مؤرخہ ۲۳، ۲۴ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ بمطابق 25,24 جنوری 2009ء کو ''نظام المدارس الرحیمیہ'' کے زیر اہتمام دو روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں ملک بھر کے دینی مدارس کے اساتذہ کرام تشریف لائے۔ اس ورکشاپ کا اہتمام درسِ نظامی کے چار سالہ کورس کے سال سوئم میں زیر درس آنے والی کتابوں کے حوالے سے تھا۔ اس سال میں تفسیر، اصول تفسیر، (الفوز الکبیر، جلالین شریف اور اردو ترجمہ تأویل الاحادیث از شاہ ولی اللہؒ) حدیث، اصولِ حدیث (تیسیر مصطلح الحدیث، مشکوٰۃ شریف) فقہ، اصول فقہ، (ہدایہ ثالث، حسامی، اصول فقہ از شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ) معاشیات اور اصول معاشیات، عقائد، فلسفہ اور تصوف کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔

ورکشاپ کا آغاز مؤرخہ 24 جنوری بروز ہفتہ صبح 10:30 پر ہوا، سال سوم کے حوالے سے تربیتی ورکشاپ کے اغراض ومقاصد جناب مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی صاحب صدر نظام المدارس الرحیمیہ نے واضح کیے۔ اور ورکشاپ کا شیڈول مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب ناظم نظام المدارس الرحیمیہ نے بیان کیا۔ اور سال سوم کے اہداف ومقاصد پر بریفنگ مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے دی۔ اس کے بعد اساتذۂ کرام کو چھ گروپس میں شامل کر کے مندرجہ بالا مضامین کے حوالے سے ٹاسکس دیئے گئے۔ جس پر ڈیڑھ گھنٹہ کام کیا گیا۔ اور اس کے بعد ان موضوعات پر سینئر اساتذۂ کرام نے بریفنگ دی، جن میں مفتی عبدالخالق آزاد، مفتی عبدالغنی قاسمی، مفتی عبدالقدیر اور مولانا پروفیسر تاج افسر شامل ہیں۔ نیز تعلیم وتدریس کے جدید تقاضوں پر مولانا سجاد الرحمٰن کشمیری نے گفتگو کی۔

دوسرے روز مؤرخہ 25 جنوری بروز اتوار علوم اسلامیہ کورس کے سال اول کے حوالے سے تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں سال اول میں مقررہ نصاب کے اہداف ومقاصد پر رہنمائی مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے دی۔ سیرت النبیؐ کے موضوع پر مفتی مختار حسن نے بریفنگ دی۔ فقہ کے موضوع پر مولانا پروفیسر ناصر عبدالعزیز صاحب نے رہنمائی دی۔ ترجمہ قرآنِ حکیم (آخری منزل) پر مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے گفتگو کی اور صرف پر مولانا قاضی محمد یوسف، نحو پر مولانا عبدالجبار اور عربی ادب پر مولانا قاری تاج افسر نے بریفنگ دی۔ آخر میں ہدایات وتأثرات مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے جاری کیں۔ اور اختتام پر حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نے نصیحت آمیز خطاب فرمایا اور دعا فرمائی۔ یوں یہ تربیتی ورکشاپ اختتام پذیر ہوئی۔

محاضرین شیخ الہندؒ سرکل کی تربیتی ورکشاپ

ملک بھر میں ادارہ رحیمیہ سے وابستہ نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کے لیے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے نام سے شیخ الہندؒ سرکل کی پندرہ روزہ کلاس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جس میں اکابرین علمائے ربانیین کے علوم وافکار سے متعارف کرانے کے لیے دینی موضوعات پر گفتگو ہوتی ہے۔ ان کلاسوں میں لیکچر دینے والے محاضرین کی تربیت کے لیے دو روزہ تربیتی ورکشاپ مؤرخہ 6 , 7 فروری بروز ہفتہ اتوار ادارہ رحیمیہ میں منعقد ہوئی۔ جس میں ملک بھر سے دوسو کے قریب محاضرین شیخ الہندؒ سرکل تشریف لائے۔ دو روز تک دس موضوعات پر بریفنگز، ٹاسکس اور سوالات وجوابات، پینل مذاکرہ جاری رہا۔ اس ورکشاپ میں سینئر محاضرین اور مشرفین نے بریفنگز دیں اور آخر میں ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ کے صدر جناب مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب نے تربیتی امور کے حوالے سے ہدایات اور رہنمائی دی۔ اور ان کے بعد ادارہ رحیمیہ کے سرپرست اعلیٰ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نے نصائح فرمائیں۔ اور دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے۔ اور یوں یہ تربیتی ورکشاپ اختتام پذیر ہوئی۔

کہروڑ پکا میں شاندار سیرت النبیؐ سیمینار کا انعقاد

حضرت اقدس رائے پوری اور ان کے مجازین کا خطاب

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مرید اور خانقاہ رائے پور کے متوسل خاص حضرت قاری محمد اسماعیل کنانوی نے اپنے پوتے راؤ سیف اللہ کی شادی خانہ آبادی میں شرکت کے لیے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری مدظلہٗ العالی کو کہروڑ پکا تشریف لانے کی دعوت دی۔ جسے حضرت اقدس رائے پوری نے حضرت قاری صاحب کے خانقاہ رائے پور سے قدیمی تعلق کے پیش نظر قبول فرمایا۔ یاد رہے کہ حضرت قاری صاحب مدظلہٗ العالی کا خانقاہ رحیمیہ رائے پور سے تعلق قریباً ایک صدی پر محیط ہے۔ آپ 1928ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے مرکز نظام الدین دہلی میں حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر بیعت ہوئے۔ اور اس وقت سے حضرت قاری صاحب کا تعلق خانقاہ رائے پور کے تمام مسند نشین حضرات سے بدستور قائم رہا۔ حضرت رائے پوری ثانی کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ، اور اب حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری سے بڑا مسلسل تعلق رہا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس رائے پوری دامت برکاتہم العالی اس شادی کے سلسلہ میں مورخہ: 14 فروری 2009ء بروز ہفتہ کو بارات کے ساتھ ملتان میں شریک ہوئے۔ اور عزیزی سیف اللہ کا نکاح پڑھایا۔ اور پھر بارات کے ساتھ ہی کہروڑ پکا تشریف لائے۔ اور ایک رات یہیں قیام کیا۔ اور اگلے دن 15 فروری 2009ء کو ولیمہ میں شرکت فرمائی۔ حضرت قاری صاحب نے حضرت اقدس رائے پوری سے ملاقات کے موقع پر آپ کا بہت شکریہ ادا کیا اور دعا کی درخواست کی۔ اس موقع پر حضرت قاری صاحب کے صاحبزادے حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب اور ان کے صاحبزادے راؤ امان اللہ خاں نے کہروڑ پکا میں بخاری چوک میں واقع جامع مسجد تالاب والی میں 14 فروری کو عشاء کی نماز کے بعد سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے ایک بڑے سیمینار کا اہتمام کیا تھا۔ اس سیمینار میں حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ ان کے مجازین حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن، حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد، حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر نے شرکت فرمائی۔ اس سیمینار کے ناظمِ اجلاس مولانا عبدالرحیم تھے۔ سب سے پہلے حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب نے سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور ان کے بعد حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے سیرت النبی کے حوالے سے غلبۂ دین کی اہمیت اور ضرورت بیان فرمائی۔ ان کے بعد حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب پروفیسر بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان نے مفصل خطاب فرمایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ کی سیرت کے سچے متبعین اکابر اولیاء اللہ بالخصوص حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہی کے فکر و عمل کی اہمیت بیان کی ان کے بعد جناب مفتی عبدالخالق آزاد نے انبیاء کی بعثت کا مقصد قرآنِ حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں واضح کیا، اور لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ کے حوالے سے عدل وانصاف کے قیام کی اہمیت بیان کی۔ اور غلبۂ دین کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کو اپنانے کی اہمیت بتلائی۔ سیمینار کے آخر میں حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ نے تقریباً ایک گھنٹہ خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے غلبۂ دین کی نبوی حکمت عملی کی وضاحت فرمائی، اور دور حاضر میں نوجوان نسل کو سیرت نبویؐ کی روشنی میں رہنمائی مہیا کرنے اور انہیں راہ راست پر لانے کی تلقین فرمائی اور سیمینار کے اختتام پر دعا فرمائی۔ سیمینار کے اس موقع پر مسجد کا وسیع ہال اور اس کا برآمدہ بھی حاضرین سے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ اہل علاقہ نے پوری سنجیدگی اور توجہ سے خطابات سنے اور انہیں بہت زیادہ دینی فائدہ ہوا۔ اخبارات میں اس پروگرام کی خبر شائع ہونے کی وجہ سے بہاولپور اور گرد و نواح سے کافی تعداد میں جدید تعلیمی اداروں کے پڑھے لکھے نوجوانوں نے بھی اس سیمینار میں شرکت کی۔

خدمتِ انسانیت، ملّی تقاضوں کا شعور
ہو عطا میرے خدا با اولیائے رائے پور

نتیجہ فکر

حضرت مولانا پروفیسر حسین احمد علوی مدظلہٗ العالی
مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ

میرے خالق، میرے مالک، میرے رحمان ورحیم
تیرا بندہ، تجھ سے مانگے اے تو وہاب کریم!

تجھ سے ہے توفیقِ طاعت، تجھ سے تکمیل وقبول
فضل کی امید مجھ کو، میں ظلوم، میں جہول

علم و عقل و عدل سے سیراب ہر طینت مری
صدق سے اخلاص سے کردے مزین زندگی

صحت و عِفّت امانت، عافیت حُب و رضا
ہو عطا طولِ عمر حُسنِ عمل میرے خدا

ہو عطا خُلقِ کریم، و فہم قرآن حکیم
غلبۂ دینِ متین، اے صاحبِ فضلِ عظیم

خانقاہ رائے پور کے اولیاء کا واسطہ!
کر نصیب اپنی رضا، اپنی محبت اے الٰہ

ذکرِ حق، سوز قرأت، لذّتِ سجدہ، حضور
احترام آدمیت، ظلم سے کُلّی نفور!

خدمتِ انسانیت، ملی تقاضوں کا شعور
ہو عطا میرے خدا، با اولیائے رائے پور

فضل فرمادے الٰہ، تجھ سے تجھی کو مانگتا
سائل حُب و رضا بر نقش پائے مصطفیٰؐ

نقش پائے مصطفیٰؐ: تفسیرِ آئینِ حیات
قلب وقالب وقف بہرِ خدمتِ دینِ حیات

جرأت و ہمت شجاعت شکر و تسلیم و رضا
عدل در غضب و رضا و قصد در فقر و غنا

ذکر و عبدیت، فقاہت، حکمت و تدبیرِ دیں
حکمت و تدبیر دیں بر نہج ختم المرسلینؐ

یاالٰہی غلبۂ دین کے لیے چُن لیجیے
ہم، ہماری ذُرّیت کے واسطے "مُحْسِنْ" کیجیے

مرکزِ رُشد و ہدایت رائے پور کی نظر دائم رہے!
ہم غلاموں پر بزرگوں کی نظر دائم رہے!

خاکپائے اولیائے رائے پور: ابنِ علی!
بخش دے اس کی خطائیں سب جلی ہوں یا خفی

گوجرانوالہ میں علوم اسلامیہ کورس کا آغاز

مورخہ 4 فروری 2009ء کو ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ کے زیر اہتمام گوجرانوالہ میں نوجوان گریجویٹس کے لیے علوم اسلامیہ کورس کے سال کا آغاز ہوا، اس موقع پر حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ لاہور سے گوجرانوالہ تشریف لائے، شام چار بجے حضرت اقدس کی آمد گوجرانوالہ میں اقراء عائشہ روضۃ الاطفال میں ہوئی۔ گوجرانوالہ کے احباب کثرت سے جمع تھے۔ عصر کی نماز کے بعد چند بچوں نے قرآنِ حکیم کا حفظ مکمل کیا تھا، اس کی تقریب تکمیل منعقد کی گئی۔ جس میں ادارہ کے پرنسپل حضرت مولانا محمد اختر رحمانی کے صاحبزادہ طلحہ اختر سمیت دیگر تین بچوں نے اپنا آخری سبق حضرت اقدس رائے پوری کو سنایا۔ مفتی عبدالخالق آزاد نے قرآنِ حکیم کی عظمت کے حوالے سے بیان کیا۔ آخر میں حضرت اقدس رائے پوری نے دعا فرمائی۔ نماز مغرب کے بعد مجلس ذکر منعقد ہوئی۔ جس میں گرد و نواح کے احباب سلسلہ رائے پور شریک ہوئے۔ عشاء کی نماز کے بعد علوم اسلامیہ کورس کے سال اول کی افتتاحی نشست ہوئی، جس میں مفتی عبدالخالق آزاد صاحب نے اس کی غرض و غایت اور اس کے مقاصد و اہداف پر روشنی ڈالی اور سوالات کے جوابات دیئے۔ اگلے روز مورخہ 5 فروری کو جناب محمد اکرم طاہر پرنسپل PB ماڈل ہائی سکول حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ کے بچی کی تقریب نکاح میں شرکت کی۔ اور حضرت اقدس نے نکاح پڑھایا۔ کھانے کے بعد لاہور تشریف آوری ہوئی۔